سورة الانبیاء

آیات ۳۴ - ۴۷

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ
بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ
يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا
تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ
عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ
لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَ
اٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ قُلْ
اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ
رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـــًٔا ۭ وَ
اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾

آیات ۳۴ - ۴۷

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور کفارِ مکہ کے درمیان ہونے والی فکری کشمکش کا خلاصہ اور انجام بیان فرمایا ہے۔ پہلے یہ واضح کیا گیا کہ نبی ﷺ بھی دیگر انسانوں کی طرح فانی ہیں، اور موت سے مستثنیٰ نہیں۔ مگر ان کی رسالت کا پیغام ابدی ہے۔ کفار کا یہ گمان باطل قرار دیا گیا کہ نبی کے مر جانے سے یہ دعوت ختم ہو جائے گی؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے، اور جب وہ وقت آتا ہے تو کوئی قوم نہ آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

یہ یاد دہانی بھی کروائی گئی کہ ماضی کی اقوام نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، اور پھر ان پر عذاب آیا۔ یہ بتایا گیا کہ انبیاء کی بعثت دراصل رحمت اور عدل کے قیام کے لیے ہوتی ہے، اور آخرت میں ہر شخص کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک حساب ہوگا - خواہ وہ رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ یوں ان آیات میں ایک طرف کفار کو تنبیہ ہے کہ وہ انجام سے غافل نہ ہوں، اور دوسری طرف نبی ﷺ کو تسلی کہ حق کی دعوت بالآخر غالب آ کر رہے گی، کیونکہ عدلِ الٰہی ہر چیز کو اس کے انجام تک پہنچا کر دم لیتا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء

آیات 112

مکیة

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

تمام انبیاء کی دعوت کا محور توحید اور دین کی دعوت و اقامت ہے؛ نجات اسی میں ہے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ جو اس دعوت کو رد کریں گے وہ خسارے میں رہیں گے، جبکہ زمین کی وراثت صالحین کو ملے گی۔

قریش کو انذار و تنبیہ - توحید کے دلائل اور انکارِ رسالت پر وعید

آیات 1-47

آیات 1 تا 15
قریش کے لیے اتمامِ حجت: انذار مکذبین کو یاد دہانی۔ تاریخ عالم کا حوالہ

آیات 16 تا 29
کائنات کی حقیقت اور انجام: توحید کا اثبات اور شرک کی تردید

آیات 30 تا 41
کائنات کی نشانیوں سے استدلال اور کفار کے اعتراضات کا جواب

آیات 42 تا 47
دعوتِ حق کا غلبہ اور منکرین کو انجام کی تنبیہ

تاریخ نبوت اور کارِ نبوت

آیات 48-91

آیات 48 تا 50
موسیٰؑ و ہارونؑ کا ذکر۔ قرآن و تورات کی مشترکہ دعوتِ توحید

آیات 51 تا 73
ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی خدمات—عقیدۂ توحید

آیات 74 تا 77
لوطؑ اور نوحؑ کی نجات مجرمین کی ہلاکت

آیات 78 تا 86
صابر و شاکر انبیاء کی مثالیں اہل ایمان کی حوصلہ افزائی

آیات 87 تا 90
خدا کی قدرت و حکمت کے مظاہرے - یونس، زکریا، یحییٰ، علیہم السلام کا حوالہ

آیات 91
اللہ کی قدرت کی نشانی: حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ

اختتامیہ - دعوتِ انبیا کا تسلسل اور آخری فیصلے کی تنبیہ

آیات 92 -112

آیات 92 تا 95
تمام انبیاء کی ایک ہی ملت کی طرف دعوت، توحید کی ملت۔ پھر لوگوں کا اختلاف

آیات 96 تا 106
قربِ قیامت کی تنبیہ
اہل شرک کا انجام
اہل ایمان و توحید کا انجام

آیات 107 تا 112
آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور آپؐ پر ایمان لانے کی دعوت
مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہوگا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۖ

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ - اور نہیں ہم نے کیا کسی انسان کے لیے

مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ - آپ سے پہلے ہمیشہ رہنا

خُلْد: دوام، ہمیشگی

اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ - تو کیا اگر آپ فوت جائیں تو وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں

اَ: استفہامیہ

اِنْ: شرطیہ، اگر

مَاتَ يَمُوْتُ ، مَوْتًا: مرنا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ - ہر جان چکھنے والی ہے موت کو

ذَآئِقَة: ذَوْقٌ يَذُوقُ سے اسم فاعل مؤنث (مزہ چکھنے والی)

وَنَبْلُوْكُمْ - اور ہم آزماتے ہیں تم لوگوں کو

بَلَا يَبْلُوْ ، بَلَآءٌ: آزمانا (کسی چیز کی قوت و کمزوری کو ظاہر کرنا)

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً - بُرائی سے اور بھلائی سے آزمائش ہوتے ہوئے

فِتْنَة : آزمائش (جس میں انسان کی حقیقت ظاہر ہو/جو ایمان کو پرکھے)

وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ - اور ہماری طرف ہی تم سب لوٹائے جاؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا - اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةٌ: دیکھنا، غور کرنا

اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا - نہیں بناتے آپ کو مگر مذاق ہی

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذًا : بنانا (VIII)

هَزِئَ يَهزأُ ، هَزءًا (و هُزْءًا و هُزُؤًا): مذاق بنانا

اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ ۚ وَھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾

اَھٰذَا الَّذِیْ - (کہتے ہیں) کیا یہی ہے (وہ)

اَ: ہمزہ استفہامیہ (کیا)

یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ -جو ذکر کرتا ہے تمہارے معبودوں کا

اٰلِھَۃ: اِلٰہٌ کی جمع (معبود)

وَھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ - اور وہ (خود) رحمٰن کے ذکر سے

ھُمْ کٰفِرُوْنَ - وہ انکار کرنے والے ہیں

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ - پیدا کیا گیا ہے انسان جلد بازی (کی سرشت) سے

عَجَل : جلدی، جلد بازی

سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ ۔ عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں اپنی نشانیاں

سَ : حرفِ استقبال

اَرٰی یُرِیْ ، اِرَآءَۃٌ :دکھانا (IV)

فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۔ تو تم جلدی طلب نہ کرو مجھ سے

(ع ج ل) اِسْتَعْجَلَ یَسْتَعْجِلُ ، اِسْتِعْجَالٌ: جلدی طلب کرنا (X)

وَیَقُوْلُوْنَ - اور وہ کہتے ہیں

مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ - کب (پورا) ہوگا یہ وعدہ

مَتٰی : حرفِ استفہام (کب) ۔ ظرف زمان (Time adverb)

اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ - اگر ہو تم سچے

وَ مَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ الۡخُلۡدَ ؕ اَفَا۟ئِنۡ مِّتَّ فَهُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَ نَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَيۡرِ فِتۡنَةً ؕ وَ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَا
رَاٰكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ يَّتَّخِذُوۡنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىۡ يَذۡكُرُ اٰلِهَتَكُمۡ ۚ وَ هُمۡ بِذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ
فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿۳۷﴾ وَ يَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۸﴾

اور اے محمدؐ، ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی ہے اگر تم مر گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے ؟ ہر جاندار کو مَوت کا مزہ چکھنا ہے، اور ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں آخر کار تمھیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے . یہ منکرین حق جب تمھیں دیکھتے ہیں تو تمہارا مذاق بنا لیتے ہیں کہتے ہیں "کیا یہ ہے وہ شخص جو تمہارے خداؤں کا ذکر کیا کرتا ہے؟" اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ رحمان کے ذکر سے منکر ہیں، انسان جلد باز مخلوق ہے ابھی میں تم کو اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں، جلدی نہ مچاؤ، یہ لوگ کہتے ہیں "آخر یہ دھمکی پُوری کب ہو گی اگر تم سچے ہو"

(O Muhammad), We did not grant everlasting life to any human being even before you. If you were to die, will they live for ever? Every living being shall taste death and We shall subject you to ill and good by way of trial, and to Us shall all of you be eventually sent back. When the unbelievers see you they make you an object of fun, saying: "Is he the one who mentions your gods?" They say so, and yet they reject with disdain the very mention of the Most Compassionate Lord. Man is hasty by nature. I shall certainly show you My Signs. Do not ask Me to be hasty.

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾

رسول کے بشر اور فانی ہونے پر اعتراض کرنے والوں کو جواب

- یہاں سے پھر سلسلہ تقریر اس کش مکش کی طرف مڑتا ہے جو نبی ﷺ اور آپ کے مخالفین کے درمیان برپا تھی
- سورت کے آغاز میں قریش کے ان اعتراضات کا ذکر ہے جو وہ نبی ﷺ پر کیا کرتے تھے۔ کہ نبی ﷺ بھی تو ایک عام بشر ہیں، پھر ان کی بات کیوں مانی جائے۔ قرآن نے اس اعتراض کا عقلی اور دلیل سے جواب دیا اور توحید کے دلائل بیان کیے۔ پھر یہ واضح کیا گیا کہ نبی ﷺ کی بشریت ان کی رسالت کے منافی نہیں بلکہ اس کی تکمیل ہے۔
- ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اس صورتحال میں اپنے لیے آسودگی کا ایک پہلو محسوس کرتے تھے، وہ یہ سوچ کر خوش ہوتے تھے کہ ہم جس شخص کی تعلیم و تبلیغ سے پریشان ہو رہے ہیں کہ اس کا اثر ہر گھر تک پہنچ چکا ہے۔ لیکن ایک اطمینان کی بات بھی ہے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی لے کر نہیں آیا، چند سالوں میں موت کی نذر ہو جائے گا اور ہم اس مصیبت سے نجات پا جائیں گے
- آیت میں قریش کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ نبی ﷺ ابدی زندگی نہیں رکھتے۔ فرمایا گیا کہ تم خود بھی فانی ہو، تو پھر اعتراض کی کیا بات ہے۔ اگر نبوت کے لیے ابدی زندگی شرط ہوتی تو سابق انبیا بھی آج زندہ ہوتے۔ اس لیے نبی ﷺ کی موت پر خوش ہونا بے معنی ہے، کیونکہ تمہیں بھی اسی انجام سے دوچار ہونا ہے
- انسان کے لیے تین قانون بیان کیے گئے۔ (۱) ایک یہ کہ ہر ذی حیات کے لیے موت لازمی ہے، خواہ جلد خواہ طویل ترین مدت کے بعد۔ (۲) انسان جب تک زندہ رہے گا اس کا امتحان برابر ہوتا رہے گا (راحت اور رنج، مفلسی اور امیری، غلبہ اور مغلوبی، قوت اور ضعف، صحت اور بیماری، غرض تمام مختلف حالات میں)۔ (۳) ہر انسان کو اللہ ہی کے حضور میں واپس جا کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا ہے۔

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝36 خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝37
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝38

مخالفین کا شرافت سے گرا ہوا رویہ

- آپ ﷺ کی تبلیغ و دعوت کے جواب میں مشرکین قریش جو رویہ اپنائے ہوئے تھے اس کا ذکر جاری ہے۔ یہاں فرمایا کہ ان بدبختوں کا حال یہ ہے کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی عزت و وجاہت کو اپنے لیے مباح کر لیا ہے، اس دین کی دشمنی نے ان کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ عام شرافت سے تہی دامن ہو کر جہاں بھی آپ کو دیکھتے ہیں آپ ﷺ کو مذاق بنا لیتے ہیں اور گز گز بھر کی لمبی زبانیں آپ ﷺ کے بارے میں ہر وہ بات کہتی ہیں جو کسی بھی مخالف کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں
- قریش نے نبی ﷺ کی اصل بات کو چھپا کر عوام کے جذبات بھڑکانے کی چال چلی۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ "یہ ہمارے خداؤں کی حقیقت بیان کرتا ہے" بلکہ کہتے تھے "یہ تمہارے خداؤں کی توہین کرتا ہے" تاکہ لوگ جذباتی ہو جائیں۔ عام انسانوں کی کمزوری یہ ہے کہ وہ جن سے عقیدت کا تعلق قائم کر لیتے ہیں ان کے بارے میں خفیف سے خفیف تنقید کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔، چاہے بات حق ہی کیوں نہ ہو۔ قریش نے اسی کمزوری کو استعمال کرکے لوگوں کو نبی ﷺ کے خلاف اکسایا -اور معبود حقیقی، خدائے رحمان کے معاملہ میں ان کی حس مردہ ہو چکی ہے، اس کا ذکر بھی گوارا نہیں کرتے
- یہاں یہ بھی بتایا گیا کہ انسان کی فطرت میں جلد بازی ہے لیکن یہ اصل مقصود کلام نہیں ہیں اس بات کا تعلق اس دعوت کو جھٹلانے والوں کے اس بیان سے متعلق ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ جس عذاب کی دھمکی سنا رہے ہو آخر وہ کہاں اٹکا ہوا ہے ! اگر سچے ہو تو اس کو لا کر دکھا کیوں نہیں دیتے کہ اس نزاع کا فیصلہ ہو جائے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ اگر عذاب کے طلبگار ہو تو جلدی نہ مچاؤ، میں بہت جلد اپنے عذاب کی نشانیاں تم کو دکھاؤں گا جس سے تم پر واضح ہو جائے گا کہ پیغمبر جس چیز سے تمہیں آگاہ کر رہا ہے وہ دنیا میں بھی تمہارے سامنے آ کے رہے گی اور آخرت میں بھی تم اس سے دوچار ہو گے۔

لَوۡ یَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا حِیۡنَ لَا یَکُفُّوۡنَ عَنۡ وُّجُوۡهِهِمُ النَّارَ وَ لَا عَنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ وَ لَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۳۹﴾ بَلۡ تَاۡتِیۡهِمۡ بَغۡتَةً فَتَبۡهَتُهُمۡ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۴۰﴾

لَوۡ یَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا - کاش جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اس وقت کو)

لَوْ : حرفِ شرط / حرفِ تمنا

حِیۡنَ لَا یَکُفُّوۡنَ - کہ جس وقت نہیں وہ روک سکیں گے

حِیْنَ : کسی شے کے بلوغ اور حصول کے وقت

کَفَّ یَکُفُّ ، کَفًّا : رخ بدلنا، روکنا

عَنۡ وُّجُوۡهِهِمُ النَّارَ - اپنے چہروں سے آگ کو

وُجُوْہ : وَجْہٌ کی جمع (چہرے)

وَ لَا عَنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ - اور نہ اپنی پیٹھوں سے

ظُهُوْر : ظَهْر کی جمع (پیٹھ)

وَ لَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ - اور نہ وہ مدد ہی کیے جائیں گے

بَلۡ تَاۡتِیۡهِمۡ بَغۡتَةً - بلکہ وہ (قیامت) آئے گی ان پر اچانک

اَتٰی یَاْتِیْ ، اِتْیَانٌ : آنا

بَغْتَةً : اچانک (دفعتاً)
(lack of anticipation)

فَتَبۡهَتُهُمۡ - تو وہ بدحواس کردے گی انہیں

(ب ھ ت)

بَهُتَ یَبْهَتُ ، بَهْتًا : مبہوت کردینا، بدحواس کردینا

فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ رَدَّهَا - پس وہ استطاعت نہیں رکھیں گے اس کے ٹالنے کی

رَدَّ یَرُدّ ، رَدًّا : ٹالنا، لوٹانا

وَ لَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ - اور نہ وہ مہلت دیے جائیں گے

(ن ظ ر)

اَنْظَرَ یُنْظِرُ ، اِنْظَارٌ : مہلت دینا (IV)

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ - اور بلا شبہ یقیناً مذاق اڑایا گیا

اِسْتَهْزَأَ يَسْتَهْزِئُ ، اِسْتِهْزَآءٌ: مذاق اڑانا، طنزیہ انداز میں (X) اندرونی طنز، چھپا ہوا تمسخر، اہانت کا اظہار (قولی اور ذہنی دونوں)

بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ - کئی رسولوں کا آپ سے پہلے

فَحَاقَ - تو گھیر لیا

حَاقَ يَحِيْقُ ، حَيْقًا : گھیر لینا

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا - ان لوگوں کو جنہوں نے مذاق اڑایا

سَخِرَ يَسْخَرُ ، سَخْرًا: مذاق کرنا- ظاہری تمسخر، طنز عملی، سماجی تذلیل کا پہلو نمایاں (ذلت اور حقارت کا پہلو)

مِنْهُمْ مَّا - ان میں سے (اسی چیز نے) جو

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ - جو وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے

لَوۡ يَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا حِيۡنَ لَا يَكُفُّوۡنَ عَنۡ وُّجُوۡهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنۡ ظُهُوۡرِهِمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۳۹﴾ بَلۡ تَاۡتِيۡهِمۡ بَغۡتَةً
فَتَبۡهَتُهُمۡ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ رَدَّهَا وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ
مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۴۱﴾

کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہوتا جب کہ یہ نہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ اپنی پیٹھیں، اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی۔ وہ بلا اچانک آئے گی اور اِنہیں اِس طرح یک لخت دبوچ لے گی کہ یہ نہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ اِن کو لمحہ بھر مُہلت ہی مل سکے گی۔ مذاق تم سے پہلے بھی رسُولوں کا اڑایا جا چکا ہے، مگر اُن کا مذاق اڑانے والے اُسی چیز کے پھیر میں آ کر رہے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

If only the unbelievers knew of the hour when they shall not be able to keep off the Fire from their faces nor from their Backs; nor shall they be helped.
That will suddenly come upon them and stupefy them. They shall not be able to ward it off, nor shall they be granted any respite.
Other Messengers before you were also mocked, but those who scoffed at the Messengers were overtaken by the same scourge that they had scoffed at.

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾

مخالفین کے رویئے پر اظہار حسرت

- نہایت حسرت کے انداز میں فرمایا جارہا ہے کہ ایک طرف انسان کی بے خبری ہے جو گمراہی تک جا پہنچی ہے اور دوسری طرف اس کی جسارت ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے نبرد آزما ہے

- انسان کچھ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے کیا چاہتا ہے۔ وہ اگرچہ اپنے معاملات میں عقل و شعور سے بہرہ ور ہے لیکن زندگی کے اجتماعی معاملات، اخلاقی مسلمات، انسانی فطرت کے تقاضے، عالم برزخ اور عالم آخرت کے اسرار اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تفصیلات کو جاننے کے لیے اس کی عقل کافی نہیں۔ اس کے لیے وحی الٰہی کی ضرورت ہے جس کے حامل بن کر اللہ تعالیٰ کے رسول تشریف لاتے ہیں۔ اب انسان کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی دعوت کو قبول کرے، ان پر نازل کی جانے والی کتابوں کی رہنمائی کو زندگی کا رہنما بنائے۔ اور اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے رسول کے اتباع کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لے

- اس پوری صورتحال پر اظہار تأسف کرتے ہوئے بہ انداز حسرت فرمایا جارہا ہے کہ کاش انکار کرنے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو انسان اس کے سامنے کس قدر بے بس ہوتا ہے آج تو یہ منہ پھاڑ پھاڑ کر نہ صرف اس کا مطالبہ کررہے ہیں بلکہ پیغمبر کا مذاق اڑا رہے ہیں، لیکن جب وہ عذاب آئے گا اور اس سے جو آگ برسے گی اسے یہ اپنے جسم کے کسی حصے سے روک نہیں سکیں گے۔ وہ ان کے چہروں کو جلائے گی، ان کے پہلوؤں کو داغے گی۔ اور اس وقت یہ مدد کے لیے چیخیں گے اور ان لوگوں کا نام لے لے کر دہائی دیں گے جنھیں انھوں نے بزعم خود معبود بنا رکھا ہے، لیکن کوئی ان کی مدد کو نہیں آئیگا

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ - آپ کہہ دیجیے کون حفاظت کرتا ہے تمہاری

كَلَاَ يَكْلَؤُ ، كِلَآءَةٌ : حفاظت کرنا

بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ - رات اور دن کو رحمٰن (کے عذاب) سے

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ - بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے

مُّعْرِضُوْنَ - اعراض کرنے والے ہیں

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ - کیا ان کے لیے معبود ہیں

تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا - ہمارے سوا (جو) بچاتے ہیں انہیں

مَنَعَ يَمْنَعُ ، مَنْعًا : روک دینا، باز رکھنا، بچانا

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ - نہیں وہ طاقت رکھتے

نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ - اپنی جانوں کی مدد کی

نَصَرَ يَنصُرُ ، نَصْرًا : مدد کرنا

وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ - اور نہ وہ ہمارے مقابلے میں ساتھ دیے جائیں گے

صَحِبَ يَصْحَبُ ، صَحَابَةٌ
ساتھ دینا

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖؗ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

بَلْ مَتَّعْنَا - بلکہ ہم نے فائدہ اٹھانے کو سامان دیا

مَتَّعَ يُمَتِّعُ ، تَمْتِيْعٌ : آرام دینا، فائدہ دینا

هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى - ان کو اور ان کے آباء واجداد کو یہاں تک کہ

طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ - لمبی ہو گئی ان پر عمر

طَالَ يَطُوْلُ ، طُوْلًا : لمبا ہونا، طویل ہونا، دراز ہونا

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ - تو کیا وہ نہیں دیکھتے کہ بیشک ہم آتے ہیں (کفر کی) زمین کو

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةٌ : دیکھنا

اَتٰى يَاْتِىْ ، اِتْيَانٌ : آنا

نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا - ہم گھٹاتے ہوئے اسے، اس کے کناروں سے

نَقَصَ يَنْقُصُ ، نَقْصًا و نُقْصَانًا : کم کرنا گھٹانا

اَطْرَاف : طَرْفٌ کی جمع - طرف، کنارے

اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ - تو کیا یہ لوگ غالب آنے والے ہیں

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ - آپ کہیے یقیناً میں خبردار کرتا ہوں تمہیں وحی کے ذریعے

اَنْذَرَ يُنْذِرُ ، اِنْذَارٌ
خبردار کرنا

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ - اور نہیں سنتے بہرے اس دعوت کو

اَلصُّمُّ : بہرے - (اَصَمٌّ کی جمع)

اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ - جب کبھی بھی انہیں خبردار کیا جاتا ہے

اَنْذَرَ يُنْذِرُ ، اِنْذَارٌ : ڈرانا (۱۷)

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖؗ وَ لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اے محمدؐ، اِن سے کہو، "کون ہے جو رات کو یا دن کو تمہیں رحمان سے بچا سکتا ہو؟" مگر یہ اپنے رب کی نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں، کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو (مصائب سے) بچا سکیں۔ وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکتے اور نہ انہیں ہماری طرف سے تائید حاصل ہے اصل بات یہ ہے کہ اِن لوگوں کو اور اِن کے آباء و اجداد کو ہم زندگی کا سر و سامان دیے چلے گئے یہاں تک کہ اِن کو دن لگ گئے مگر کیا اِنہیں نظر نہیں آتا کہ ہم زمین کو مختلف سمتوں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں؟ پھر کیا یہ غالب آ جائیں گے، کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں۔ اور بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کر سنتے ہی نہیں

Tell them, (O Muhammad): "Who protects you, during the night or the day from the Most Compassionate Lord?" And yet they turn away from the Admonition of their Lord. Do they have any gods who would protect them against Us? They have no power even to help themselves; nor do they enjoy Our support. Nay, We generously provided them and their fathers, and they enjoyed Our provision for long. Do they not see that We are now advancing into their territory, diminishing it from different sides? Is it they, then, who will triumph?" Tell them: "I only warn you by the Revelation." But the deaf do not hear the cry when they are warned.

محمد اقبال

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا
هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

عذاب کا مطالبہ کرنے والوں کو خطاب (ان سے سوال، ان کی غلط فہمی کا بیان، ان کے انکار کا اصل سبب)

- **ان سے سوال** یہ کیا گیا کہ عذاب کے لیے یہ جو تم اتنی جلدی مچائے ہوئے ہی ہو، یہ بتاؤ کہ اس سے بچنے کے لیے تم نے کیا بند و بست کر رکھا ہے؟ آخر رات اور دن خدائے رحمان کی پکڑ سے بچانے کے لیے تمہاری کون حفاظت کر رہا ہے؟ خدا کا عذاب رات میں آجائے یا دن میں کوئی اس کو روکنے والا نہیں بن سکتا تو اس طنطنہ کے ساتھ تم جو یہ مطالبہ کر رہے ہو اس کے مقابلہ کے لیے تمہارے پاس کونسا لشکر ہے؟
- **ان کی غلط فہمی** بھی ان پر واضح کی گئی کہ جن لات و منات اور عزیٰ و ہبل کے بارے میں تمہیں یقین ہے کہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے تو اس کو اپنے ذہن سے نکال دو، وہ تو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ تمہیں بچانے پر قادر ہوں۔ مشرکین کے خود تراشیدہ بتوں کی اول تو کوئی حقیقت تھی ہی نہیں، اگر بالفرض کسی کا کوئی وجود تھا تو اس کی بابت فرمایا کہ وہ خدا سے خود اپنے کو نہ بچا پائیں گے تو دوسروں کو بھلا کیا بچا سکیں گے!
- **ان کے انکار، اسکتبار اور اعراض کا اصل سبب**۔ ایک طویل مدت تک اللہ کی نعمتوں سے بہرہ مند رہنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کے دل سخت و سیاہ ہو چکے ہیں۔ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ عزت و اقتدار جو ان کو حاصل ہے ان کے آباء و اجداد کا ورثہ ہے، یہ اس کے موروثی حق دار ہیں، اسی میں وہ پیدا ہوئے ہیں، اسی میں عیش کریں گے اور اس کی وارث ان کی اولادیں ہوں گی۔ اس زعم باطل نے پیغمبر کے انذار سے ان کو بالکل بے پروا کر رکھا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر کی ساری تنبیہات محض ہوائی ہیں۔ ان کے اقتدار کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا اور انھیں کبھی یہ خیال تک نہیں آتا کہ اوپر کوئی خدا بھی ہے جو ان کی قسمتیں بنانے اور بگاڑنے کی قدرت رکھتا ہے۔

اَفَلَا یَرَوۡنَ اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ اَفَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۴۴﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُنۡذِرُکُمۡ بِالۡوَحۡیِ ۫ۖ وَلَا یَسۡمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنۡذَرُوۡنَ ﴿۴۵﴾

اسلام کے تدریجی غلبے کی الٰہی پیشین گوئی

- اس آیت (۴۴) میں اللہ تعالیٰ نے قریش کو ایک نہایت گہری وارننگ دی ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ نہیں دیکھ رہے کہ زمین ان کے ارد گرد سے ان کے ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہے؟ یعنی اسلام کی دعوت مکہ کے اطراف میں روز بروز پھیل رہی ہے، اور قریش کی گرفت کمزور پڑتی جا رہی ہے۔ یہ اس تدریجی غلبے کی طرف اشارہ تھا جو بالآخر پورے جزیرۂ عرب پر اسلام کے غلبے کی صورت میں ظاہر ہوا۔
- قریش کو یہ تنبیہ بھی کی گئی کہ وہ یہ گمان نہ کریں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعوت ختم ہو جائے گی۔ حقیقت یہ تھی کہ اسلام کا پیغام مکہ کے گرد و نواح میں مضبوط جڑیں پکڑ چکا تھا۔ مدینہ، طائف، اور دوسرے قبائل میں ایمان کی کرنیں روشن ہو چکی تھیں۔ چند برسوں میں وہی کمزور اور بے سہارا گروہ بدر میں فاتح بن کر ابھرا، اور پھر مکہ فتح ہوا، یہاں تک کہ پورا عرب اسلام کے زیرِ نگیں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ بات حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ زمین ان کے گرد سے تنگ کی گئی اور بالآخر ان کے خداؤں کی پرستش مٹ گئی۔
- یہ آیت صرف سیاسی یا جغرافیائی تغیر کا ذکر نہیں کرتی بلکہ ایک الٰہی قانون کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ جب کسی قوم کے خلاف خدا کا فیصلہ ہوتا ہے تو وہ تدریجاً اپنی بنیادیں کھو دیتی ہے، چاہے وہ طاقت، معیشت، یا عزت کے میدان میں ہو۔ کبھی قحط، کبھی آفت، کبھی زوال کی شکل میں زمین اس کے قدموں تلے سے کھسکنے لگتی ہے۔ قریش کے لیے یہ تنبیہ صرف ماضی کا واقعہ نہیں بلکہ ایک ابدی اصول ہے کہ جب انسان حق کے مقابل آتا ہے تو اس کی زمین، اس کا تسلط، اور اس کی قوت - رفتہ رفتہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ - اور یقیناً اگر چھو جائے انہیں

وَ لَئِنْ = (وَ ، لَ ، اِنْ)

وَ : حرف عطف (Conjunction)

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا : چھونا

اِنْ : حرفِ شرط (اگر)

نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ - ایک جھونکا تیرے رب کے عذاب میں سے

نَفَحَ يَنْفُحُ ، نَفْحًا: ہوا کا چلنا، خوشبو مہکنا

نَفْحَةٌ : ہوا کا ہلکا جھونکا، لپٹ، پھونک

لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ - تو وہ لازماً کہیں گے ہائے ہماری بدبختی

لَ : لام تاکید

وَيْلَ : ہلاکت، عذاب، دوزخ، بربادی
کلمہ حسرت وندامت
word of regret and remorse

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ - بیشک ہم ہی ظالم تھے

اِنَّا (اِنَّ + نَا): بے شک ہم

كَانَ يَكُوْنُ ، كَوْنًا: ہونا

وَنَضَعُ - اور ہم رکھیں گے

وَضَعَ يَضَعُ ، وَضْعًا : بنانا

الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ - انصاف والے میزان

مَوَازِيْن: میزانیں، ترازو - مِيْزَانَ کی جمع

قِسْطَ: انصاف، عدل

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ - قیامت کے دن

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا - پھر نہ ظلم کیا جائے گا کسی جان پر کچھ بھی

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

وَاِنْ كَانَ - اور اگر ہو گا

مِثْقَالَ : ہم وزن، برابر (ث ق ل مادہ سے - وزن رکھنا)
(اسم آلہ/مقدار: ایسا اسم جو کسی آلے یا پیمانے یا مقدار کو ظاہر کرتا ہو)

مِثْقَالَ حَبَّةٍ - ایک دانے کے ہم وزن

مِثْقال : قدیم زمانے میں مِثقال ایک عملی وزن کی اکائی بھی تھی - تقریباً 4.25 گرام کے برابر (سونے کے دینار کا وزن) - مگر قرآن میں یہ لفظ مجازی اور اخلاقی معنیٰ میں بھی آیا ہے

حَبَّة : دانہ (Grain)

خَرْدَل : رائی (mustard seed)

مِّنْ خَرْدَلٍ - رائی میں سے

اَتٰی يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ : آنا (اگر ب کے ساتھ آئے تو معنی 'لانا')

اَتَيْنَا بِهَا - ہم لے آئیں گے ان سب (اعمال) کو

كَفٰى يَكْفِيْ ، كِفَايَةٌ : کافی ہونا

حٰسِبِيْن : حساب کرنے والے
حَاسِب کی جمع (اسم فاعل)

وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ - اور کافی ہیں ہم حساب کرنے والے

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا
تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿٤٧﴾

اور اگر تیرے رب کا عذاب ذرا سا انہیں چھو جائے تو ابھی چیخ اٹھیں کہ ہائے ہماری کم بختی، بے شک ہم خطاوار تھے

قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے، پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہ ہو گا جس کارائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں

Were only the slightest whiff from your Lord's punishment to touch them, they would cry out: 'Woe to us; we were indeed wrong-doers.'
We Shall set up just scales on the Day of Resurrection so that none will be wronged in the least.
(We shall bring forth the acts of everyone), even if it be the weight of grain of mustard seed. We shall suffice as reckoners.

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝47

قیامت کا مقصد: حق و عدل کا ظہور

- یہاں موازین کو بطورِ جمع لایا گیا ہے، جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ میزان ایک ہی ہو گی، اس کو بصیغہ جمع اس لیے لایا گیا ہے کہ وہ بہت سی میزانوں کا کام دے گی کیونکہ تمام مخلوقات کے اعمال کو یہی تولے گی، پھر اس میزان کی صفت بتائی گئی ہے کہ وہ صرف تولنے ہی کے لیے استعمال نہیں ہو گی بلکہ وہ صحیح تولنے اور عدل وانصاف میں ذرا کمی بیشی نہیں کرے گی۔ رائی کے دانہ کے برابر بھی اگر کسی کا کوئی عمل ہوگا تو اس کے سامنے حاضر کر دیا جائے گا
- دنیاوی میزان تو مادی چیزوں کا وزن کرتے ہیں لیکن یہ میزان انسان کے اخلاقی اوصاف واعمال اور اس کی نیکی و بدی کو تولے گی اور ٹھیک وزن کرکے بتادے گی کہ اخلاقی حیثیت سے کس شخص کا کیا پایہ ہے۔ نیک ہے تو کتنا نیک اور بد ہے تو کتنا بد
- حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز جو میزان وزن اعمال کے لیے رکھی جائے گی اتنی بڑی اور وسیع ہو گی کہ اس میں آسمان وزمین کو تولنا چاہیں تو وہ بھی اس میں سما جائیں۔ (مستدرک حاکم)
- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم (ﷺ) کی جناب میں گزارش کی کہ قیامت کے دن آپؐ میری شفاعت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں انشاء اللہ شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ میں آپؐ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا پہلے پل صراط پر مجھے ڈھونڈنا اور اگر وہاں ملاقات نہ ہوئی تو میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہاں بھی شرف ملاقات نصیب نہ ہو۔ فرمایا پھر حوض کے پاس۔ میں ان تین مقامات میں سے کسی ایک پر ضرور ہوں گا۔ (ترمذی بیہقی)

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۳۴ - ۴۷ (رموز و اسباق)

- اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی انسان کیلئے حیات جاوید قرار نہیں دی۔ (وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ط)
- ہر زندگی کا انجام موت ہے، کرۂ ارض پر لاگو اس قاعدے میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ (وكُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط)
- انسان، دنیا میں موجود شر و خیر کے ذریعے آزمائے جاتے ہیں، انسان کی خلقت کا فلسفہ اور حکمت اس کی آزمائش اور امتحان ہے۔ (وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ط)
- موت، سب کچھ ختم ہو جانا (نابودی) نہیں، موت کے بعد انسان کا اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ کر جانا، موت کے بعد کی زندگی کا تسلسل ہے۔ (وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ)
- عجلت پسندی انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ (خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ج)، اللہ تعالیٰ نے جلد بازی سے منع فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد بازی پر قابو پانے کی قدرت انسان میں موجود ہے۔ (فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ)
- کفر و سرکشی کا انجام اچانک آنے والے عذاب کی بے بسی اور ندامت ہے، جس سے نہ بچاؤ ممکن ہوگا نہ کوئی مدد۔ (لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ)
- جہنم کی آگ اچانک اور غفلت کی حالت میں آنے والی اور مبہوت کر دینے والی ہے۔ (بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ)
- حق کے علمبردار انبیاء علیہ السلام کے ساتھ حق دشمن عناصر تمسخر آمیز سلوک روا رکھتے رہے (وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ)
- حق کے مقابلے میں ہٹ دھرمی اور انبیاء کا مذاق اڑانا عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے (21:41)

آیات ۴۴ - ۴۷ (رموز و اسباق)

- انسان کو زندگی کے تمام لمحات میں اللہ تعالیٰ کی حمایت اور حفاظت کی ضرورت ہے۔(قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ)
- مشرکین کے خود ساختہ معبودان خود اپنی مدد کرنے سے عاجز اور اللہ کی مدد سے محروم ہیں (لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ) ۔ احتیاج الوہیت کے مقام کے ساتھ کیسے مطابقت رکھ سکتی ہے؟
- اللہ تعالیٰ نے بعض گزشتہ اقوام اور ملتوں کو دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں لمبی عمر بھی عطا کی۔(بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ)
- معاشروں اور تمدنوں کا لمبی عمر اور دنیاوی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا ان کی حقانیت اور کامیابی کی دلیل نہیں ہے(بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ ...... أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ)
- اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تسلی اور خوشخبریاں دیتا ہے، کہ وہ کس طرح اپنی قدرت سے حق کی دعوت کو آہستہ آہستہ غالب کر رہا ہے۔ایمان کی روشنی کو پھیلا رہا ہے، اور کفر کی قوت کو کمزور کرتا چلا جا رہا ہے(أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا)
- بعض لوگ بہروں کی طرح ہرگز حق بات کو نہیں سنتے اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے (وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ)
- مشکلات اور سختیاں انسان کے متنبہ ہونے اور اس کے حق کا اعتراف کرنے کا سبب ہیں (وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ)۔ عذابِ الٰہی کے مقابلے میں انسان بہت ناتوان ہے۔
- روز قیامت انسانوں کے اعمال میں سے چھوٹے سے چھوٹے عمل کا محاسبہ اور باز پرس ہو گی اور اس کی جزا دی جائے گی۔(... وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا)